|  |  |
| --- | --- |
|  |  |



Al-Abṣār(Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)

**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)

**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.

Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 97-116

**DOI:**<https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1509>

**Open Access at**: <https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about>

**نصوص شرعیہ کے تناظر میں تکثیری سماج کو درپیش مسائل اور تدارک**

***Problems faced by a pluralistic Society and Remedies***

***in the Context of Sharia Texts***

***Abdul Rauf Sanawan***

*Lecturer Kips College Lahore.*

|  |  |
| --- | --- |
|  | **Abstract***We Live in a Global and Pluralistic Society Where Faith Traditions, Religious, Spiritualties Collide. In this global village, the Camaraderie of Muslims and non-Muslims has increased more than in the past. As a result of the weakening of linguistic, religious, political and cultural prejudices, there has been a great change in the ancient concepts of minority and majority. In today's pluralistic society, the scope of human needs has become very wide and there has been a great diversity in them. Today, Muslims are facing multifaceted social, economic, political and psychological problems even though the Prophet (PBUH) taught human rights, collective justice, tolerance and a peaceful social life in international relations. If we study the Prophet's biography, we find examples of pluralistic society from the Meccan and Madani periods of the Prophet, peace be upon him, which lead us to a better life in a pluralistic society. To live in a pluralistic society, the divine teachings of Prophet Muhammad (PBUH) teaches a comprehensive and coherent plan of action which can be followed to create a vibrant and peaceful human society. This article explains deeply about the interfaith relations in the Pluralistic society according to Islamic thoughts and Seerah.* |
|  | **Keywords***pluralistic society problems, precedents of Holy Prophet, divine guide.*  |

# موضوع کاتعارف

اکیسویں صدی کی ایک اہم پیش رفت قومی ریاستوں کا وجود ہے، دنیا آج عملاً قومی ریاستوں میں منقسم ہے اور ان منقسم ریاستوں کو بین الاقوامی معاہدوں نے منظم کر رکھا ہے۔ ان معاہدوں کی موجودگی میں ریاستوں کا اپنا وجود بھی قائم ہے اور وہ عملاً ایک عالمی ریاست کی شکل بھی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ایک مسلم ریاست کے غیر مسلم ریاست کے ساتھ تعلقات اہمیت اختیار کرچکے ہیں۔ اس گلوبل ولیج میں مسلم اور غیرمسلم کا اختلاط ماضی کی نسبت بہت بڑھ چکا ہے۔ لسانی، مذہبی، سیاسی اورثقافتی عصبیتوں کی کمزروی کے نتیجے میں اقلیت و اکثریت کے قدیم تصورات میں بہت بڑا تغیر آچکا ہے۔رسم و رواج، شادی بیاہ اور رہن سہن کے طریقوں میں تعامل کی صورتیں بہت بڑھ چکی ہیں۔ تعلیمی داروں میں اکٹھے تعلیم حاصل کرنے والے مسلم وغیر مسلم طلباء اور اکٹھے ملازمت کرنے والے مسلم و غیر مسلم کے درمیان کھانے پینے کے معاملات اور حلال و حرام کی تمیز جیسے سنجیدہ مسائل نے تکثیری سماج کو کئی ایک مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔ ایسے تناظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نصوص شریعہ کا از سر نو مطالعہ کیا جائے اور قرآن و سنت کی وضح کردہ بین الاقوامی پالیسیوں کا درست فہم حاصل کرنےکی کوشش کی جائے۔تکثیری سماج کے لیے مذہبی اختلاف ضروری نہیں ہے ؛بلکہ ایک ہی مذہب کے ماننے والے مختلف نظریات اور مختلف زبان اور تہذیب پر مشتمل معاشرہ بھی تکثیری سماج کہلاتا ہے ۔اگر سیرت الرسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں تکثیری سماج کے حوالے سے نظیریں مکی اور مدنی عہد نبویﷺ میں مل جاتی ہیں۔ تکثیری سماج میں زندگی گذارنے کے لیے اُسوۂ رسولﷺ ایک جامع اور مربوط لائحہ عمل فراہم کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہوکر ایک متحرک اور پر امن انسانی معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ اس مضمون میں تکثیری سماج کو درپیش مسائل کا طائرانہ جائزہ پیش کرتےہوئے نصوص شریعہ کی روشنی میں ان مسائل کے تدارک کے طریقے اور حل پیش کیا جائے گا۔

1. **تکثیری سماج اور نصوص اِسلامیہ**

موجودہ دور میں ساری عالمی برادری ایک بین الاقوامی نظام کے تحت منظم و مربوط ہے۔ان حالات میں مسلم معاشرے تیزی سے بدلتے سماجی نظام میں تنہا اپنے معاشروں کی بازتشکیل نہیں کرسکتے۔ دنیا کی بیشتر خوش حال ریاستوں میں آباد مسلمان اقلیت میں ہیں اور اسی حیثیت میں رہتے ہوئے انہیں متنوع مذاہب اور مختلف تہذیبوں سے وابستہ افراد کے ساتھ تعامل کرنا پڑتاہے۔ بحیثیت مسلم انھیں مذہبی اور تہذیبی اقدار کا دفاع اور ان کے فروغ کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اسلام میں یہی دو ایسے سر چشمے ہیں جو ابدی ہیں اور اُمت مسلمہ کو ہر زمانے اور صورتِ حال کے لیے رہنمائی اور ہدایت فراہم کرتے ہیں۔ یہ دونوں ہدایت کے سرچشمے عمومیت اور عالمگیریت کے حامل ہیں۔ قرآن و سنت کی یہی ابدی حیثیت تکثیری و غیر تکثیری سماج میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ دین اِسلام کی یہ خوبی ہے کہ اس کے مذہبی احکامات کی نوعیت سماج کی تیزی سے بدلتی حالت اور فرد کی بدلتی مدنی زندگی کے پیش نظر تبدیل ہوجاتی ہے۔اسلام کے اسی وصف کے سبب فقہا نے ’استدلال‘ اور ’سماجی سیاق و سباق ‘ کو فقہی مسائل حل کے لیے مقدم رکھا۔ اسلامی معاشرتی ہدایات کی لچک کا اعتراف فقہا نے ہمیشہ کیا ہے اور قرآن وسنت کے فہم وتفقہ میں اس لچک کو خوب استعمال کیا ہے۔ اس کی سند فقہا کی مقاصدِ شریعت کی تشریح میں بھی ملتی ہے جو دفعِ ضرر اورجلبِ منفعت کے دوہرے مقصد کو فقہ اسلامی کے بنیادی اصول کے طور پر شناخت کرتی ہے۔

فقہا نے عصر ی تکثیری سماج کے حوالے سے قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کرنے کے لیے بے نظیر کوششیں کی ہیں ۔فقہی ذخیرے پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو ابن تیمیہ نے”اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم“ کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب لکھی، ابن قیم الجوزی کی کتاب ”احکام اھل الذمہ“ کے نام سے متداول ہے۔ ماضی قریب میں مشہور عالم دین ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے ”الفتاوی ٰیوسف القرضاوی“ میں ان مباحث کو موضوع بنایاہے۔ انڈیا کے مشہور مصنف سید جلال الدین عمری کی کتاب’’غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق“بھی اس حوالے سے اہم ہے۔ ماضی قریب کے عالم مولانا وحید الدین خان کی تالیف ’’مذہب اور جدید چیلنج‘‘ اور مولانا مودودی کی تالیف اسلامی ریاست (فلسفہ ، نظام کار اور اُصول) اپنے اپنے موضوعات میں بے مثل ہیں۔

قدیم فقہا نے دنیا کو دار الا سلام، دار الکفر(یا دار الحرب) اور دارالاحدکے خانوں میں بانٹ دیا۔ البتہ عصر حاضر میں دنیا کے جدید سماجی سیاق کے ہیش نظر تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی سبب کے پیش نظر عصری فقہا نے قرآن و سنت کے علاوہ عرف، مصالح مرسلہ اور استحسان کو قانونِ اسلامی کے اضافی مآخذ کے طور پر قبول کیا بشرطیکہ قرآن و سنت کے ساتھ یہ باہم متناقض و متصام نہ ہوں۔ اُن کی دینی تعبیریں تکثیری سماج میں آباد مسلمانوں کے مسائل کے لیے کافی حد تک سود مند ثابت ہوئی ہیں۔

# تکثیر ی سماج میں باہمی یگانگت و ہم آہنگی کا تصور

اِسلام ہی عالم انسانیت کا مذہب ہے جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور تکمیل پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے فرمائی۔علمائے اسلام کے تحقیقی نتائج یہ ثابت کرتے ہیں کہ تکثیری سماج کو درپیش مسائل اور اُن کے تدارک کے لیے تعلیمات نبوی مکی دور حیات سے زیادہ ملتی ہیں۔مسلم اقلیت چاہے جہاں بھی رہائش پذیرہواس کے لیے اُسوہ حسنہ یعنی نبی کریمﷺ کی زندگی اورتعلیمات ہی راہنماہیں۔آپﷺ کومکہ میں خودایک اقلیت کے مذہبی راہنماکی حیثیت سے رہناپڑاکیونکہ اپنے وطن مکہ مکرمہ ہی میں اِسلامی اُمت حکمران قریش سماج کے درمیان اقلیت بن کررہ گئی تھی۔[[1]](#endnote-1) آج کے تکثیری سماج میں مسلم اقلیتوں کے لیے اُسوہ نبویﷺ مشعل راہ ہے۔رسول اکرمﷺ نے قرآنی تعلیمات والٰہی ارشادات کے پس منظرمیں تیرہ برسوں تک مکی مسلم اقلیت کی تعمیروارتقاء کاایک نقشہ تیارکیا۔[[2]](#endnote-2)یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ قدیم و جدید مصادر سیرت نے حضرت محمد ﷺکے مکی دور حیات ، عہد کارگزاری اور اقلیم کارسازی کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ تمام سیرت نگاروں نے مدنی دور حیات و عمل کو اتنا درخشاں تابندہ اور خیرہ کن بنا کر پیش کیا کہ ملکی عہد حیات وسیرت اس کی ایک محض پر چھائیں بن کر رہ گیا۔[[3]](#endnote-3)موجودہ دور حیات کو درپیش مسائل کاحل آپ ﷺ کے مکی دور کے اُسوہ ٔ حسنہ سے کامل صورت میں ملتا ہے۔ اِ مامانِ وفقیہان اُمت شاطبی ؒ اور شاہ ولی اللہ ؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پورا اِسلام اور تمام تر شریعت اور ساراکا سارا دین مکی دور رسالت میں عطا کر کے محکم کردیا گیا تھا۔ مدنی دورِ حیات و خدمات میں ان قواعد البیت پر اضافات و تعمیرات بلند کا کام کیا گیا اور اُن میں سے ہر ایک حکم و قانون و شرع کی اصل اصیل مکی ہے۔ [[4]](#endnote-4)

آج کے تکثیری معاشرے میں انسان کی ضروریات زندگی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوتا چلا گیا ہے اور ان میں بڑا تنوع آ گیا ہے۔ آج کی تیز رفتار مادی ترقی کے ساتھ ان میں روز بروز اضافہ ہی کا امکان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی بستی ، شہر یا علاقہ ہی کے لیے نہیں بڑے سے بڑے ملک کے لیے بھی ان ضروریات کے سلسلہ میں خود کفیل ہونا دشوار ہورہا ہے۔فی زمانہ مسلم و غیر مسلم ریاستوں میں آئین و قانون کی بالادستی نہ ہونے کےسبب حالات مکی دور نبوی ﷺ جیسے صورت اختیار کر چکے ہیں۔ مسلمان معاشرتی فلاح کے لیے مختلف غیر مسلم ریاستوں میں آباد اور خوش حال زندگی بسر کررہے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فی زمانہ دنیا کے تمام ممالک آپس میں دارالامن اور دارالعہد بن گئے ہیں۔ ساری عالمی برادری ایک بین الاقوامی نظام کے تحت منظم و مربوط ہے۔ علمائے اسلام مسلمانوں کا غیر اِسلامی ریاستوں میں قیام کو جائز قرار دیتے ہوئے اس ریاست کے اُصول و قوانین کی پابندی اور عہد و پیماں کی پاسداری اسلامی تعلیمات کا حصہ قرار دیتے ہیں۔[[5]](#endnote-5)اگر تاریخ اسلام پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے عہد اولین میں جب قریش مکہ کےمظالم بڑھ گئے اور مسلمان آنحضور ﷺ کی اجازت سے حبشہ کی ریاست میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں اپنے دین متین پر قائم رہتے ہوئے ، اس عیسائی ریاست کی تہذیب وتمدن میں زندگی کا حصہ بسر کیا ۔اسی دوران جب نجاشی کے حریفوں نے جنگ مسلط کی تو بقول حضرت اُم سلمہ ؓ صحابہ کرام نجاشی کی اس کے حریف پر فتح اور اس کے اقتدار کو برقرار رکھنے کی دعا کرتے تھے۔ جب جنگ میں نجاشی کی کامیابی کی نوید ملی تو بہت خوش ہوئے۔[[6]](#endnote-6)

عصر حاضر میں ذرائع آمدو رفت کی جدید سہولیات نے شرق و غرب کے فاصلوں کو سمیٹ دیا ہے۔ لوگوں کے لیے ایک جگہ سے دو سری جگہ سفر کرنا انتہائی آسان ہوگیاہے اور اقوام عالم نے ایسے اُصول و قوانین وضع کردیے ہیں جن کے تحت ایک ریاست کے باشندے بلاتفریق ِ مذہب، رنگ اور نسل دوسرے ملک اور ریاست میں نہ صرف بآسانی سفر کرسکتے ہیں بل کہ وہاں قیام بھی کر سکتے ہیں۔ اسلامی معاشرتی ہدایات کی لچک کا اعتراف فقہا نے ہمیشہ کیا ہے اور قرآن وسنت کے فہم وتفقہ میں اس لچک کو خوب استعمال بھی کیا ہے۔قرون اولیٰ و وسطیٰ کے مسلم فقہاء نے قرآن و سنت کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے قانون وضع کیے کہ ایسے علاقے جہاں مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسر کرسکیں اور مذہبی تعلیمات پر عمل پیرا ہوسکیں انہیں دارالالسلام قرار دیا جائے گا۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہاں غیر مسلم حکومت قائم ہے۔ علامہ علاءالدین حصکفی رقمطراز ہیں : ’’ کسی غیر اِسلامی حربی ملک میں اگر اِسلامی اَحکام مثلاً جمعہ اور عیدین کا اجراء ہوجائے تو وہ دارالالسلام ہوجاتا ہے۔ اگرچہ وہاں اصل یعنی اکثریتی آبادی غیر مسلم ہی ہو اور وہ علاقہ کسی مسلم ملک سے جغرافیائی طور پر متصل بھی نہ ہو۔[[7]](#endnote-7)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ ، عہد خلافتِ راشدہ اور بعد کے ادوار میں بھی مسلمانوں نے مختلف اقوام کے ساتھ غیر جانبدار تعلقات اُستوار کیے۔آج وہ غیر مسلم ممالک جن سے باہمی کاروبار ، تجارت اور دیگر متعدد قسم کے معاہدات ہیں، سفارتی تعلقات قائم ہیں، پاسپورٹ اور ویزے کے ساتھ دونوں ممالک کی باہمی آمدورفت ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو نہ صرف جانی و مالی تحفظ حاصل ہے بل کہ مسلم کمیونٹی کو اپنے مذہبی شعائر پر عمل کرنے کی بھی مکمل آزادی میسر ہے۔ ایسے تکثیری معاشروں میں ہمسائیگی کو افادیت و اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمسائیگی تعلقات جتنے مضبوط ہو ں انسان اتنے ہی سکون اور اطمینان محسوس کرتے ہیں ۔ جس سماج میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتےہوں، اُن کا آپس میں ملنا جلنا، ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اُن کی خوشی اور غم میں شریک ہونا ، دینی نقطہ ٔ نگاہ سے پسندیدہ عمل ہے۔ آپ ﷺ نے مکی دور حیات میں ایک بھرپور معاشرتی زندگی بسر کی۔ آپ ﷺ نے سقایہ، رفادہ، حجابہ وغیرہ کے تمام مناصب فلاح و خدمت میں کارگر و مؤثر تعاون کیا اور ان کی خدمات صالحہ میں اپنی فطری معاونت کا حصہ ڈالا۔[[8]](#endnote-8)حضور ﷺ کا بقائے باہم اور بین المذاہب احترام پر کتنا یقین تھا اس کا اندازہ حلف الفضول کے قیام سے لگایا جاسکتا ہے جس کا مقصد مذہب ، قبیلے اور حسب و نسب کی پروا کیے بغیر کمزوروں کی مدد کرنا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نبوت سے قبل ایک تکثیری معاشرے میں رہتے ہوئے اس تاریخی معاہدے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔[[9]](#endnote-9)

آپﷺ نے مکہ کے تکثیری سماج میں ایک مثالی زندگی بسر کی۔آپﷺ سماجی زندگی بڑی ہمہ گیر، وسیع اورہر زمانہ کی سماجی ضروریات میں رہنمائی رکھنے والی ہے، سیرت طیبہ کا موضوع ایسے نقوش روشن سے مالامال ہے جس کی روشنی سے ہر غیر مسلم ریاست میں مقیم رہائشی اپنے اپنے سماج کی کسی بھی نوع کی تاریکی کا خاتمہ کرسکتے ہیں۔ حیات طیبہ کا جمال اور ضیاء بار کرنیں انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر یکساں پڑتی ہے، سیاسی زندگی ہو یا معاشی زندگی، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، سماجی زندگی ہو یا زندگی کا کوئی اور پہلو، سیرت طیبہ کے بحرِ بے کراں میں اس کی ہدایت اور رہنمائی کے در نایاب موجود ملتے ہیں۔سیرت طیبہ کا سماجی پہلو آج بھی ایک روشن قندیل ہے، ایک منبع فیض اور بہترین اسوۂ حسنہ ہے۔سیرت کتب میں بیاں ہے کہ کفار مکہ بھی آپﷺ کو صادق و امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ دعویٰ رسالت کے بعد قریش آپ ﷺ کی جانی دشمن ہوگئے تھے لیکن حسن معاشرت کا وہ زریں اُصول قائم کیا کہ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت علیؓ کو قریش کی رکھی ہوئی امانتیں تفویض کیں اور ہدایت کی صبح سے پہلے ان امانتوں کو ان کے مالکوں کو پہنچا دینا۔[[10]](#endnote-10) آپ ﷺ نے اپنے پیرو کاروں کو تکثیری سماج میں پڑوسیوں کی خدمت اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم مسلمان اور غیر مسلم پڑوسی کی دی ہے۔[[11]](#endnote-11) اسی طرح پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے بھی منع کیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ [[12]](#endnote-12)

جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے پڑوسی کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیے ۔

آج اکثر غیر مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کو اِسلامی ریاست کی نسبت جان و مال اور عز ت آبرو کا تحفظ بہتر طر پر حاصل ہے، وہاں زیادہ مسلمانوں کی زیادہ آبادی آباد ہے۔ ایسے تکثیری سماج میں مخلوط دعوتیں اور سماجی تقاریب آئے روز ہوتی ہیں۔ ایسے حالات میں مکی عہد نبوی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عرب جاہلی معاشرت میں فیاضی اور مروت سے ہر آنے جانے والوں اور عزیزوں کی خاطر و تواضع کرنا لازمی تھا۔ اِسلامی مکی دور میں اسے ایک عمدہ سماجی روایت کے طور پر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے فروغ دیا۔ قریش مکہ کے بیشتر سردار اپنے اپنے گھروں، گڑھیوں اور محلوں میں اجتماعی دعوتیں کیا کرتے تھے۔ باوجود تمام مخالفت و عناد کے بعض قریشی اکابر رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کی دعوتیں کرتے تھےا ور آپ ﷺ دعوت قبول فرماتے۔[[13]](#endnote-13)شہرمکہ میں جتنے قبائل تھے اسی تعدادمیں مجالس محلہ تھےجن کونادی کہاجاتاتھاجیساکہ مدینہ میں محلہ وارمجالس کوسقیفہ کانام دیاگیاتھا۔ان نادیوں میں مختلف قسم کے فیصلے ہوتے تھے۔آپﷺ نے زیدبن حارثہ ؓ کوغلامی سے آزادکرکے متبنیٰ بھی وہیں بنایاتھا۔[[14]](#endnote-14)جس سے پتہ چلتاہے کہ آپﷺ قریش کے ساتھ سیاسی محفلوں میں شریک ہوتے تھے اورسیاسی معاملات میں حصہ لیتے تھے۔

احادیث مبارکہ میں کئی ایک ایسی دعوتوں کا ذکر خیر ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیرمسلموں کی دعوت قبول فرمائی ہے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے نبیﷺ کو جو کی روٹی اور بد بو دار چربی (باتیں) کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی ۔[[15]](#endnote-15)آپ ﷺ کو سماجی تعلق داری کا اس قدر احساس رہا کہ مسلم غیر مسلم ہمسائے کی دل جوئی فرماتے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے تعلیم فرمائی کہ جب سالن پکاؤ تو پانی بڑھا دو اور اپنے پڑسیوں میں سے جس گھر کی ضرورت ہو اس میں سے کچھ اسے بھیج دو۔[[16]](#endnote-16)کئی ایک روایات سے ثابت ہے کہ مکہ کے تکثیری معاشرے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے غیر مسلموں کا پانی کھانے پینے حتیٰ کہ عبادات تک کے لیے استعمال کیا ہے۔[[17]](#endnote-17)آپﷺ نے مکی دور میں ا سلامی معاشرت کو مہمان نوازی سے فروغ دیا۔ مکہ کے اس تکثیری معاشرت میں غیر مسلم وفود ملنے کو آتے توآپﷺ اُن کی مہمان نوازی فرماتے۔ مدنی دور نبوی میں بھی مہمان نوازی کا یہ عمل جاری وساری رہا ۔روایات میں آتا ہے کہ جب نجران کے عیسائیوں کا چودہ رکنی وفد مدینہ آیا ۔ آپ ﷺ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اس وفد کو اجازت دی کہ وہ اپنی نماز اپنے طریقہ پر مسجد نبوی میں ادا کریں۔ چناں چہ ان مسیحی حضرات نےمسجد نبوی کی ایک جانب مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔[[18]](#endnote-18)مہمان نوازی کے بارے میں یہاں تک فرمادیا کہ :’’جو شخص اللہ اور قیام کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی ضیافت کرے۔‘‘[[19]](#endnote-19)ایسی روایات کی روشنی میں فقہا غیر مسلم کے ہاں کھانا مباح اور سماجی روابط کو دین کی نصرت کے لیے مبارک سمجھتے ہیں۔

عصری تکثیری سماج میں یہ روایت عام ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دینے کے مقصد سے اپنی تقریبات میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو مدعو کرنے لگے ہیں۔ فقہا کی رو سے ایسی تقریبات ، جن پر مذہبی رنگ غالب ہو ، ایک مسلمان کے لیے ان میں شرکت نہ کرنا اولیٰ ہے، لیکن اگر مذہبی رنگ غالب نہ ہو تو وہ شریک ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا قول مبارک مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے:’’ حلال اور حرام واضح ہے ، ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں ، جو شخص ان سے اپنا دامن بچالے، اُس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔[[20]](#endnote-20)

تکثیری سماج میں حسن معاشرت کی بقا تبھی ممکن ہے جب ہر شہری دوسر ے شہری کے لیے امن و سلامتی کے جذبات رکھتا ہو۔ اسلام نے پیرو کاروں کو حسن معاشرت قائم رکھنے کے لیے دعا و سلام کو عام کرنے کی تعلیم فرمائی۔ مکی اسلامی معاشرت کی روایات تکثیری سماج میں آباد مسلمانوں کی یوں رہنمائی ملتی ہے کہ مکی عہد رسالت میں غیر مسلموں کو سلام کرنے کی روایا ت کثرت سے ملتی ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ آپﷺ نے ایک یہودی سےپینے کی کوئی چیز طلب کی، اس نے وہ پیش کی تو آپﷺ نے اسے دعادی کہ اللہ تعالیٰ انہیں حسین وجمیل رکھے، چناں چہ مرتے وقت تک اس کے بال سیاہ رہے ۔ [[21]](#endnote-21)روایت میں آتا ہے کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بہتر ہے جو سلام میں پہل کرے۔[[22]](#endnote-22)خواہ ملنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ مولانا جلال الدین عمری اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ : ” ہمیں ایک ایسے معاشرے کے بارے میں سوچنا چاہیے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کا ملا جلا اور مخلوط معاشرہ ہے۔ جہاں دونوں کے درمیان ثقافتی، سماجی، معاشی، غرض مختلف نوعیت کے تعلقات موجود ہیں اور دونوں قانونی اور دستوری روابط میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس طرح کے معاشرہ میں غیر مسلموں کو مسنون طریقہ سے سلام کیا جائے تو یہ مخالف سلف عمل نہ ہوگا ۔[[23]](#endnote-23)

موجودہ دور میں ساری عالمی برادری ایک بین الاقوامی نظام کے تحت منظم و مربوط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظم اجتماعی پیدا کرنا انسان کا فطری جذبہ ہے ۔اجتماعیت کی تشکیل قوموں کا وجود معاشروں اور سلطنتوں کی تنظیم انسان کے اسی فطری شعور کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے ودیعت کیا ہے۔ گویا اجتماعی زندگی اس کی فطرت کی آواز ہے۔ سوال یہ ہے کیا مسلمان دیگر اقوام سے کٹ کر زندگی بسر کریں حالاں کہ تکثیری معاشرت میں باہمی میل ملاپ ایک فطرتی سماجی روایت ہے۔ حضور ﷺ سے ایک صحابی ؓ نے گوشہ نشینی کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا اور اجتماعی زندگی گزارنے کا حکم دیا۔[[24]](#endnote-24)مولانا محمد رابع ندوی "اصلاح معاشرہ "کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:’’ اجتماعی زندگی اور انفرادی اخلاق اور اہل تعلق کے حقوق اور انسانی خصوصیات کا بہتر طریقہ اختیار کرنے سے جو معاشرہ وجود میں آتا ہے وہ بلند کردار انسانی معاشرہ بنتا ہے۔ جس میں سب کو راحت حاصل ہوتی ہے اور ہمدردی اور آپس کا تعاون اور اخلاقی برتاؤ اور خیر پسندی کی صفات عمل میں آتی ہیں۔‘‘ [[25]](#endnote-25)

مکہ کے تکثیر ی معاشرے میں رسول اکرم ﷺ نے باہمی زیارت اور میل ملاپ کی سماجی روایت کو برقرار رکھا۔ آپﷺ اپنے عزیزوں خاص کر اعمام و عمات (چچاؤں اور پھوپھیوں ) اور اُن کے خاندان و الوں کے ہاں برابر جایا کرتے تھے۔[[26]](#endnote-26)اسی طرح متعدد غیر مسلم حضرا ت و خواتین کے گھروں میں مسلم صحابہ کا آنا جانا مکی د ور کا معمول تھا۔ [[27]](#endnote-27)اُسوۂ حسنہ ﷺ کی روسے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے ساتھ بات چیت میں ، ملنے جلنے اور تعلقات میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو۔ ان میں جو سماجی اور معاشرتی لحاظ سے جس حیثیت کا مالک ہو اس کے مطابق اسے عزت واحترام کا مقام دیا جائے ۔[[28]](#endnote-28)دربار نجاشی سے ایک وفد آیا ۔ نبی اکرم ﷺ بذات خود اُن کے استقبال اور خدمت کے لیے کھڑے ہوگئے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپؐ کی طرف سے کافی ہیں۔ آپﷺ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے حبشہ میں ہمارے اصحاب کی عزت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ میں خود ا ن کی اس نیکی کا بدلہ دووں ۔[[29]](#endnote-29)

سیرت نبویﷺ سے ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن میں مسلم اور غیر مسلم والدین سے صلہ رحمی کی اجازت دی گئی ہے۔ آدمی کے والدین چاہے مسلمان ہوں یا کافر ان کا نان نفقہ اور ضرورتوں کی تکمیل اس پر واجب ہے۔[[30]](#endnote-30)حتیٰ کہ آپﷺ نے مشرک والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس حوالے سے مشہور واقعہ حضرت اسما بنت ابوبکرؓ کا ملتا ہے جس میں اُن کی مشرک والدہ ملنے آئیں اور بطور تحفہ مکھن پنیر بھی لائیں۔آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔[[31]](#endnote-31)ایک دوسرے موقع پر رحمی رشتہ داروں سے تعلق کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا۔رحم‘‘رحمن کا ہی ایک شعبہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا جس نے تجھ سے ملاپ رکھا تیرا پاس کیا میں بھی اس سے بنا کر رکھو ں گا جس نے تجھے کاٹا تجھ سے تعلق توڑا میں بھی اسے کاٹ دوں گا اس سے تعلق توڑ لوں گا۔ [[32]](#endnote-32)

تکثیری معاشرت میں جہاں مادیت پر ستی کو عرف عام ہے اس کے برعکس مکی عہد نبوی ﷺ میں سماجی تعلق کو اولیت دی گئی ہے۔ اسلامی معاشرے ہمیشہ تکثیری (Plural) معاشرے رہے ہیں اور غیر مسلم گروہوں کو ان کی شناخت کے ساتھ اجتماعیت کا حصہ تسلیم کیا گیا ہے ان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے ان کے لئے قانون سازی کی گئی ہے ضوابط بنائے گئے ہیں اور ان کو ہر قسم کی زیادتی سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ آپﷺ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، آپﷺ ہمیشہ باہم اتفاق اور رواداری کی طرف رہنمائی فرماتے۔ آپ ﷺ نے مریض کی عیادت کی ترغیب دی ہے اور اسے بہت بڑا کار ثواب بتایا ہے۔ ایک دفعہ نبی کرم ﷺ بنو نجار کے ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو غیر مسلم تھا۔[[33]](#endnote-33)علامہ مرغینانی غیر مسلم کی عیادت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ : ’’یہودی اور نصرانی کی عیادت میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ یہ اُن کے حق میں ایک طرح کی بھلائی اور حسن سلوک ہے، اس سے ہمیں منع نہیں کیا گیا۔[[34]](#endnote-34) آپ ﷺ کے سامنے کسی غیر مسلم کا جنازہ بھی گزرتا تو آپ احترام میں کھڑے ہوجاتے۔ [[35]](#endnote-35) ہدایہ میں قدوری کی عبارت ہے کہ کسی کافر کا انتقال ہوجائے اور مسلمان اس کا ولی ہو تو وہ اسے غسل دے گا اور اُس کی تدفین کرے گا۔[[36]](#endnote-36)تکثیری معاشرے میں رواداری کو فروغ دینے کے لیے غیر مسلم کی وفات پر اظہارِ ہمدردی کی جاسکتی ہے، ان کے خاندان اور پسماندگان کے غم میں شرک ہونا، تسلی دینا اور مشکل گھڑی میں ان کے ساتھ رہنا بسا اوقات زیادہ ضروری ہوتا ہے تاکہ انہیں حوصلہ ملے اور اپنے آپ کو اکیلا و اجنبی محسوس نہ کریں۔ حدیث پا ک کے الفاظ ہیں:

لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلا تَحَاسَدُوا وَكُونُواعِبَادَ اللهِ اِخْوَاناً [[37]](#endnote-37)

ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور خدا کےبندے بھائی بھائی بن جاؤ۔“

غیر مسلم پڑوسیوں سے تعلقات کے بارے میں علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاء: الْأَحَادِيثُ فِي إِكْرَامِ الْجَارِ جَآئَ تْ مُطْلَقَةٌ غَيْرُ مُقَيَّدَةٍ حَتَّی الْكَافِرِ[[38]](#endnote-38)

علماء نے کہا ہے کہ پڑوسی کے اکرام و احترام میں جو احادیث آئی ہیں ، وہ مطلق ہیں اس میں کوئی قید نہیں ہے، کافر کی بھی قید نہیں ہے۔ غیر مسلم اگر تنگ دست اور محتاج ہو تو اس کی بھی مالی مدد صدقات و خیرات کی شکل میں کرنی چاہیے۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت﴿ لَیْسَ عَلَیْکَ ہُدَاْہُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ [[39]](#endnote-39)کی تفیسر کے ذیل میں ابن کثیر لکھتے ہیں آپ ﷺ سے منقول ہے کہ اس آیت نازل ہونے کے بعد آپﷺ نے فرمایا کہ کسی بھی دین کا ماننے والا تم سے سوال کرے تو اُس پر خرچ کرو۔ [[40]](#endnote-40)

انسانی سماج کی بہترین تشکیل اخلاقی خوبیوں کی بنیاد پر ہوتی ہے، اور چونکہ رسول اللہﷺ کی سماجی زندگی ایک بہترین اور کامل انسان کی زندگی ہے، جس کے اخلاق فاضلہ کی روشنی سے ہر دور کے انسانی سماج کو منور کیا جاسکتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ[[41]](#endnote-41)

بیشک آپ اخلاق کے بڑے درجے پر ہیں۔

سماج کے کمزور افراد کی خبرگیری اور مدد آپ ﷺکی حیات طیبہ کی روشن مثالیں ہیں۔ایک صحابی حضرت خباب ؓ کسی لشکر میں گئے ہوئے تھے، ان کے گھر میں کوئی دوسرا مرد نہ تھا، اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، آپ ﷺروزانہ ان کے گھر جاکر دودھ دوہ آتے تھے، دوسروں کے کام کردینا آپ ﷺکو اس قدر محبوب تھا کہ ایک دفعہ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوچکی تھی، اسی دوران ایک بدو نے آپ ﷺکا دامن پکڑ کر کہا میرا تھوڑا ساکام رہ گیا ہے، آپ پہلے اسے کردیجئے۔ آپ ﷺچپ چاپ اس کے ساتھ ہولیے، اوراس کا کام پورا کرنے کے بعد نماز کے لیے تشریف لائے۔ مکہ میں ایک بار قحط پڑگیا۔ اہل مکہ جو مسلمانان مدینہ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے، رسول کریم ﷺنے ان کے ساتھ انسانی حسن سلوک کا اعلیٰ نمونہ قائم کرتے ہوئے مسلمانوں کی غربت وتنگدستی کے عالم میں بھی پانچ سو دینار جمع کرکے سرداران مکہ کو بھیجے کہ وہ قحط کے شکار لوگوں کی مدد کرسکیں۔[[42]](#endnote-42)حتیٰ آپ ﷺ نے جنگ و جدل میں سماجی تعلق کو نبھایا۔ جنگ بدر میں جب مسلمانوں نے پانی کے چشمہ پر حوض بنا کے وہاں پڑاؤ ڈال لیا تو باوجود حالت جنگ کے جب دشمن پانی لینے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں پانی لے لینے دو۔[[43]](#endnote-43)

تکثیری معاشرت میں خیر و سگالی پیدا کرنے کے لیے تحائف کا تبالہ ضروری ہیں۔تحائف کا تبادلہ دو طرفہ تعلقات کو مضبوط بنانے میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ تحائف کا تبادلہ سماجی اور معاشرتی زندگی کا ایک خوش گوار تقاضا ہے۔ احادیث میں غیر مسلموں کو تحفے دینے اور ان کے تحفے قبول کرنے کا ثبوت موجود ہے۔ رسول خداﷺ کو غیر مسلم سلاطین اور سربراہان ملت نے تحائف پیش کیے اور آپﷺ نے قبول فرمائے بعض اوقات آپ ﷺنے خود بھی انھیں تحفے عنایت کیے۔[[44]](#endnote-44)یہ تحائف آپﷺ خود بھی استعمال میں لاتے اور صحابہ کرام ؓ کو بھی عطا کرتے جوکہ اہل خانہ کے لیے لے جاتے۔ [[45]](#endnote-45)سب سے زیادہ حاکم مصر مقوقس نے تحفے ہدیہ کیے۔ جو آپ ﷺ نے قبول فرمائے۔[[46]](#endnote-46)رسول اکرم ﷺ کے پاس جو تلواریں تھیں ، اُن میں ایک کا نام ذوالفقار تھا۔ [[47]](#endnote-47) طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حجاج بن علاط نے یہ آپﷺ کو ہدیہ میں پیش کی تھی۔[[48]](#endnote-48)حضرت بلال ؓ جو رسول اللہ ﷺکے اخراجات کا نظم کیا کرتے تھے، اُن کے بقول ایک مرتبہ فدک کے حکمراں نے آپﷺ کوغلے اور کپڑے سے لدی چار اُونٹنیاں تحفے میں بھجوائیں، جن کے ذریعے قرض اُتارا گیا۔ [[49]](#endnote-49)اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کسری نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا، آپ نے قبول کیا۔[[50]](#endnote-50)حمیر کے بادشاہ ذی یزن کیلئے آپﷺنے تینتیس اونٹوں کے عوض ایک جوڑ اخرید کر تحفہ میں بھیجا۔ [[51]](#endnote-51)حضرت انس ؓ سے رایت ہے کہ شاہ روم نے نبی پاکﷺ کو سندس کاایک قیمتی جبہ بھیجا ، آپﷺ نے پہنا۔ [[52]](#endnote-52) اسی طرح غیر مسلم والدین کی طرح اپنے دیگر غیر مسلم اعزاواقارب کے ساتھ ہدایا کا تبادلہ بھی ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بار ریشم کا قیمتی جوڑا آپﷺ سے ہدیے میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے تو مردوں کو ریشم کے استعمال سے منع فرمایا ہے، پھر میں اس کا کیا کروںِ؟ آپﷺ نے فرمایا: ’’یہ اس لیے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو، بل کہ اسے کسی استعمال میں لاؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ یہ سن کر انہوں نے اپنے ایک مشرک بھائی کو وہ جوڑا ہدیہ کردیا۔‘‘ [[53]](#endnote-53)

ایسی کئی ایک روایات تکثیری سماج میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے قندیل راہ ہیں کہ وہ حسن معاشرت کے لیے تحائف کا تبادلہ کرتے رہیں۔

ابلاغ کی سہولتوں نے جغرافیائی حدود کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔ ابلاغ کی اس صلاحیت نے تجارت اور مالی معاملات کی درجہ بندی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اسی انقلاب اور اس کے انتظام کو عالمگیریت (Globalization) کا نام دیا جارہا ہے۔جدید قومی ریاستوں کے وجود کے بعد اقتصادیات نے اہمیت اختیار کرلی ہے۔ بہتر معایر زندگی کے حصول کے لیے مسلمان اُن غیر مسلم ریاستوں میں آبادہیں یا ہورہے ہیں جہاں غیر مسلم شہریوں کی اکثریت ہے۔ ایسی صورت میں روز مرہ معمولات میں کئی ایک مسائل درپیش آرہے ہیں۔ خاص کر ذرائع معاش اورر روز مرہ برتنے کی اشیا کا استعمال ۔ اگر سیرت نبوی کا مطالعہ کیاجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکی عہد نبوی میں معیشت و اقتصاد کا انحصار چار ذرائع پیداوار پر تھا: تجارت، زراعت، صنعت اور مزدوری واجیری ۔[[54]](#endnote-54)نبی پاک ﷺ نے بعثت سے قبل بھی تجارت کی اور بعثت و نبوت کے بعد بھی جاری رکھی۔ کئی صحابہ کرامؓ تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔حضرت عبداللہ بن سائب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جاہلیت میں نبی کریمﷺ کے ساتھ شریک تجارت تھا۔جب ہم مدینہ منورہ آئے توآپﷺ نے مجھے کہاکہ کیاتم مجھے پہچانتے ہو؟میں نے کہاجی ہاں میں آپ کوپہچانتاہوں۔آپ تومیرے شریک تجارت تھےاورآپ کیاہی اچھے شریک تھے ۔آپ نے کبھی بے جا تکرار اور توتکارنہ کی۔[[55]](#endnote-55)

آج مشترکہ سماج پر مبنی ریاستیں قانو سازی کر رہی ہیں کہ اقلیتوں کو الگ تھلگ نہ رکھا جائے بل کہ ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔اُن کی تیار کردہ مصنوعات کو فروغ دیا جائے۔ جب کہ اس بات کی تعلیم نبی پاک ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے عطا کر دی کہ غیر مسلموں کی بنائی ہوئی مصنوعات ، کھانے پینے کے برتن قابل استعمال ہیں ۔[[56]](#endnote-56)انھی تعلیمات کی روشنی میں فقہا نے غیر مسلموں کے بنکروں یا اُن کے کارخانوں کے تیار کردہ کپڑوں کا استعمال بالا تفاق جائز قرار دیا ہے۔ غیر مسلموں کے تیار کردہ کپڑے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ استعمال کرتے تھے۔ [[57]](#endnote-57)آج مسلمانوں کے ذہنوں میں سوال اُٹھتا ہے کہ اس تکثیری معاشرے میں غیر مسلمو ں کے ساتھ تجارت جائز ہے یا نہیں ۔ یاجن چیزوں کو اللہ تو نے حلال ٹھہرایا ہے ان کی تجارت یا مالی لین دین غیر مسلم سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس حوالے سے فقہا جائز قرار دیتے ہوئے حضرت عائشہ ؓ کی روایت دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مدت کے لیے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لو ہے کی ذرہ رہن رکھی ۔[[58]](#endnote-58)ذہن میں رہے کہ آج کے اس تکثیری سماج میں بیشتر غیر مسلم ریاستوں میں مسلم خاصی تعداد میں آباد ہیں اور ان ملکوں کے سیاسی، معاشی اور سماجی معاملات میں اس طرح ان کا عمل دخل ہے کہ مسلمان ان سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔ ان کی ضروریات ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ آبادی کی بیشتر عمومی ضروریات بڑے بڑے اداروں ، کارخانوں اور فیکٹریوں کے ذریعے پوری کی جاتی ہیں۔ یہ ادارے قومی اور شخصی بھی ہوتے ہیں لیکن بالعموم انہیں کئی کئی افراد کے گروپ چلاتے ہیں اور بعض ادارے قومی ملکیت میں بھی ہوتے ہیں۔ ان میں فنی ماہرین ہوں یا عام محنت مزدوری کرنے والے سب ہی افراد ادارہ کے ملازم یا کارکن ہوتے ہیں۔ ادارہ اور کارکن دونوں کے حقوق بھی بڑی حد تک متعین ہوتے ہیں۔ اس لیے فقہا ان اداروں میں کام کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں۔ہجرت کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺاور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔ اور اسے بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا ۔[[59]](#endnote-59)اسی طرح حضرت علیؓ کے حسن عمل سے یہ ثابت ہے کہ آپ ؓ نے ایک یہودی کے باغ کی آبیاری کی۔ [[60]](#endnote-60)اسی طرح حضرت خباب ؓ پیشے کے لحاظ سے لوہار تھے اور ایک مشرک عاص بن وائل کے ہاں کام کرتےتھے۔ [[61]](#endnote-61)

عصری تکثیری معاشرت میں مسلمان یا مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں یا احساس کمتری کا شکار ہیں۔ سیرت رسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ آپﷺ نے جاہلی معاشرے کی رسوم ورواج کومکمل طورپرترک کرنے کی بجائے اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔رسول اللہ ﷺ عرب کی اسی تہذیب اور معاشرت میں پیدا ہوئے، صحابہ کرام ؓ اسی ملک اور اسی تہذیب سے تعلق تھا۔ آپﷺ کی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کی غذا، لباس، رہن سہن اور معاشرت وہی تھی جو اہل عرب کی تھی۔[[62]](#endnote-62)آپﷺ کوجس معاشرے میں مبعوث کیاگیاوہ تہذیب وثقافت کی حامل قوم تھی۔آپﷺ نے اس تہذیب وثقافت کوکلی طور پر منہدم کیااورنہ ہی مکمل طورپراسے قبول کرلیابلکہ جوچیزیں وحی اورفطرت انسانی کی روشنی میں اچھی تھیں ان کوقبول کرلیااوراس کے برعکس چیزوں کوترک کردیا۔[[63]](#endnote-63)عرب میں عموما لنگی باندھنے کا دستور تھا لیکن ایرانی شلوار (سراویل ) استعمال کرتے تھے۔ اتفاقاً بعض عرب تاجر ایران سے عرب سراویل لائے ۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جب اس ایرانی لباس پر پڑی تو آپﷺ نے اسے خرید لیا۔[[64]](#endnote-64)

اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے انسان اور اس کی معاشرت، معاشرتی اداروں اور معاشرتی استحکام و زوال کے بارے میں الہامی آراء کا اظہار کیا ہے۔اسلام کے معاشرتی نظام میں ریاستوں کے باہمی تعلقات کو اہمیت دی گئی ہے۔ ایک اسلامی ریاست اور غیر اسلامی ریاست کے درمیان امن و امان اور صلح کے معاہدے کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس ضمن میں مسلمان مؤرخ ابن خلدون پہلا مفکر ہے جس نے فلسفہ ء تاریخ کے ساتھ عمرانیات پر بھی تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے۔ دوسری اہم شخصیت شاہ ولی اللہ دہلوی کی ہے جنہوں نے عمرانی فلسفے اور معاشرتی ادارات پر فکر انگیز بحثیں کی ہیں ۔ان مفکرین کے بقول اسلام نے معاہدہ کی پابندی اور اس کے احترام کی سخت تاکید کی ہے یہ عہد و پیمان چاہے افراد کے درمیان ہوں یا فرد اور ریاست کے درمیان۔ نبی کریم ﷺ نے کفار مکہ سے معاہدے کے سبب حضرت ابو جندل کو واپس مکہ بھجوادیا۔[[65]](#endnote-65)اسلام نے عہد شکنی کو جرم عظیم اور آخرت میں سخت رسوائی کا باعث قرار دیا ہے۔[[66]](#endnote-66)آپﷺ نے انفرادی اور قومی معاہدات کی پاسداری کی تعلیم فرمائی۔معاہدات کے حوالے سے آپﷺ نے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: خبردار! جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔[[67]](#endnote-67) موجودہ دور میں ساری عالمی برادری ایک بین الاقوامی نظام کے تحت منظم و مربوط ہے۔ اس عالمی قانون پر دستخط کر کے اس پر عمل پیرا نہ ہونا دراصل اِسلام کے اُصول ایفائے عہد کی خلاف ورزی ہے، لہٰذا UN سے وابستہ تمام غیر اِ سلامی ممالک کو اصلاً دارالحرب نہیں قرار دیا جائے گا، بل کہ انھیں دارلعہد اور دارالامن گردانا جائے گا۔ اب تمام معاہد اقوام یا معاشرے امن و امان کے خلاف کسی عمل کا ارتکاب نہیں کرسکتے ۔ ان معاہدات کی موجودگی میں اگر کوئی امن عالم کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا یہ فعل قرآن و سنت کے خلاف ہوگا۔ [[68]](#endnote-68) ایک سماج کے لوگوں کے درمیان پُرامن بقائے باہم اور خوشگوار زندگی کا سب سے بہتر نمونہ اور اصول ”میثاق مدینہ“ کے نام سے ہمارے سامنے موجود ہے، رسول کریم ﷺجب مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے مختلف قبائل اور اہل مذاہب کے ساتھ آپ ﷺنے معاہدہ فرمایا، یہی معاہدہ میثاق مدینہ ہے، اس کی دفعات کتنی مدبرانہ اور معقول ہیں، اس کا اندازہ اس میثاق کے متن کی دفعات کو پڑھ کر کیاجاسکتاہے۔[[69]](#endnote-69) اس معاہدے کی بیشتر دفعات تکثیری سماج میں زندگی بسرکرنے والوں کے لیے ایک بین الاقوامی دستوری ڈھانچہ ہے۔اس معاہدے میں مسلمانوں ، یہودیوں اور مختلف قبیلوں کے لیے ،الگ الگ دفعات مرقوم ہیں۔ اس دستوری ڈھانچے سے آپ ﷺ نے تکثیری سماج کو ایک عالمگیر دستور حیات عطا کردیا۔ سیرت ’محمد‘ کے مؤلف محمد حسین ہیکل نے لکھتے ہیں کہ: یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت رسول اکرم ﷺنے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرے میں قائم فرمایا، جس سے شرکائے معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کے اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا اور انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔[[70]](#endnote-70)الغرض جہاں جہاں تکثیری سماج وجود میں آئے گا، آپﷺ کی عمومی و عالمگیر سیرت سے تا قیامت کامل رہنمائی حاصل کر سکیں گے۔

**خلاصۃ البحث**

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلامی معاشرت میں اعلی نظریات، بلند نصب العین اور معاشرتی و اخلاقی اقدار ہیں اور اس معاشرت کی روح وہ بنیادی اصول ہیں جن پر اسلامی معاشرتی ڈھانچے کی استواری کا دارو مدار ہے۔ دین اسلام ہر شعبہ زندگی پر محیط ہے ، زندگی کا کوئی بھی رخ کوئی بھی پہلو، جس کا تعلق چاہے کسی فرد سے ہو ، چاہے اجتماعی انداز کا ہو، چاہے کسی ایک معاشرہ ، چاہے قومی و بین الا قوامی سطح پر ہو ، ہر حالت میں اسلام کے دائرہ کار سے باہر نہیں۔اسلام اپنی اساس اور بنیاد کے اعتبار سے ہی امن و آشتی اور محبت و شفقت کا علمبردار مذہب ہے۔دنیوی معاملات میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غیر مسلموں سے تعلقات قائم کرنے کی پوری اجازت دی ہے۔ دنیا میں کئی ممالک تکثیری سماج کی نمائندگی کرتے ہیں جیسے ریاست متحدہ ہائے امریکہ، سری لنکا، نیپال، بھوٹان،مالدیپ ، تھائی لینڈ اور انڈونیشیا وغیرہ۔ سیرت نبوی سے مکمل تعملیمات ملتی ہیں کہ مسلمان غیر اقوام کی ریاستوں میں رہائش رکھ سکتے ہیں اور دین و دنیا کے فلاحی اُمور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں۔ عصری تکثیری سماج کا کوئی پہلو خواہ وہ انفرادی ہو، ذہنی، ایمانی، اخلاقی، اجتماعی، معاشرتی، معاشی، سیاسی یا بین الاقوامی ہو ، اس کی روشن مثالیں ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھنے سے ملتی ہیں۔حضور ﷺ کا مکی و مدنی دور حیات آج کے تکثیری سماج کے حوالے سےرہنمائی کرتا ہے ۔ غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے ، ان کی ضرورتوں میں کام آنے ، حتی کہ ان پر مال خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح غیر مسلموں کا پانی، غذائی اشیاء، بر تن، کپڑے اور دیگر چیزیں بلا کراہت استعمال کی جاسکتی ہیں۔ ان سے ملنا جلنا، ان کا اعزاز واکرام کرنا، انہیں مہمان بنانا، ان کی عیادت کرنا، ان کے جنازے میں شریک ہونا، پسماندگان کی تعزیت کرنا، ان کاموں کی مسلمانوں کو اجازت ہے۔ غرض اسلام نے غیر مسلموں سے ہر طرح کے سماجی اور انسانی تعلقات رکھنے کی اجازت دی ہے۔ باہمی مفاہمت اور رواداری کی ضرورت و اہمیت اور اس کو فروغ دینے کے لیے عملی اقدامات کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے افراد کی تیاری بھی ضروری ہے جو خداشناس اور اخلاقی وروحانی کردار کے حامل ہوں ۔ یہ عبقری ہستیاںاسلامی تعلیمات کی روشنی میں وضح کردہ بین الاقوامی پالیسیوں کا درست فہم حاصل کر کے اُمت مسلمہ کو صراط مستقیم عطا کریں۔ان کوششیں ثمر بار ہوں اور تکثیری سماج میں ایسا معاشرتی نظام وجود میں آئے جو عدل، تقویٰ اور ہمدردی و خیر خواہی پر مبنی ہو۔ ایسا معاشرتی تغیر جو فرد و اجتماع کو خیر و فلاح پر آمادہ و منظم کرے ہمیشہ مطلوب رہے گا۔

**حوالہ جات**

1. صدیقی، یٰسین مظہر،ڈاکٹر، مکی اسوہ نبویﷺ: مسلم اقلیتوں کے مسائل کاحل،اسلامک ریسرچ اکیڈمی،کراچی،س ن، ص87۔

Siddiqīi, Yāsīn Mazhar, Dr., Makki Uswa Nabawi (peace be upon him): muslim aqliyatūn ke masāil kā hal, Islamic Research Academy, Karachi, p.87. [↑](#endnote-ref-1)
2. ایضاً، ص279۔

Ibid p.279 [↑](#endnote-ref-2)
3. صدیقی، یٰسین مظہر،ڈاکٹر، خطبات سرگودھا، سیرت نبویﷺ کامکی عہد، یونیورسٹی آف سرگودھا،2016ء،ص 19۔

Siddiqīi, Yāsīn Mazhar, Dr., khutbāt Sargodha, sirate nabvi kā makki ՚ahid, University of Sargodha, 2016, p. 19. [↑](#endnote-ref-3)
4. ایضاً،ص 38۔

Ibid P.38 [↑](#endnote-ref-4)
5. حسین محی الدین قادری، ڈاکٹر، مقالات عصریہ ، منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور، 2018ء،ص70۔

Hussain Muhyiddin Qadri, Dr., maqālāt ՚asriyah, Minhāj Al-Quran Printers, Lahore, 2018, p.70. [↑](#endnote-ref-5)
6. ابن ہشام، ابو محمدعبدالملک ،،سیرت النبی لا بن ہشام، مترجم: سید یسین علی حسنی نظامی ، ادارۂ اسلامیات، لاہور، 1996 ء،1/219۔

Ibn Hishām, Abu Muhammad Abd al-Mālik, Sirat al-Nabi la ibin Hishām, translator: Syed Yasin Ali Hosni Nizami, idāra Islamiat, Lahore, 1996, 1/219. [↑](#endnote-ref-6)
7. الحصکفی،محمد علاء الدین بن علی ، الدرالمختار فی شرح تنویر الأبصار ، دارالفکر،بیروت، 1386ھ،4/175۔

Al-Hasakfi, Muhammad Alauddin bin Ali, Al-Dure al-Mukhtar fi Sharh Tanweer al-Absaar, Dār al-Fikr, Beirut, 1386 AH, 4/175. [↑](#endnote-ref-7)
8. ابن قیم، حافظ ابی اعبداللہ محمد، زادالمعادفی ھدی خیر العباد، مترجم: رئیس احمد جعفری ، نفیس اکیڈمی اُردو بازار ، کراچی، ص147۔

Ibn Qayyim, Hafiz Abi Abdullah Muhammad, Zād al-Miad fi Hadyi Khair al-ibad, Translator: Rais Ahmad Jafari, Nafis Academy Urdu Bazar, Karachi, p. 147. [↑](#endnote-ref-8)
9. ابن کثیر ،حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ،البداية والنهاية ، مترجم: ابو طلحہ محمد اصغر ، دارالاشاعت، لاہور، 2010 ء،1/148۔

Ibn Kathir, Hafiz Imad-ud-Din Abul-Fida Ismail, Al-Badiya wa al-nihaya, Translator: Abu Talha Muhammad Asghar, Dār al-isha՚at, Lahore, 2010, 1/148. [↑](#endnote-ref-9)
10. محمدبن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم: عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی ، اُردو بازار کراچی،2012ء، 2/154۔

Muhammad Bin Saad, Tabaqat Ibn Saad, Translator: Abdullah Al-Amādi Nafis Academy, Urdu Bazaar Karachi, 2012, 2/154. [↑](#endnote-ref-10)
11. القرطبی،ابی عبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ،1999ء،5/184۔

Al-Qurtubī, Jami al-ahkām al-Qur’an, moasa al-risālat, Beirut, 1999, 5/184. [↑](#endnote-ref-11)
12. البخاری،محمدبن اسماعیل،الجامع الصحیح ،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ،رقم الحدیث:6018۔

Al-Bukhārī, Muhammad bin Ismaīl, Abū Abdullah, Al-Jāme՚u Al-Sahih, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, kitāb al-adab, bāb man kāna yomino billahw wa al-yaum al-akhir fala yu zi jara hu, hadith number: 6018. [↑](#endnote-ref-12)
13. صدیقی، خطبات سرگودھا، سیرت نبویﷺ کامکی عہد، ص 141۔

Siddiqīi, khutbāt Sargodha, sirate nabvi kā makki ՚ahid, p. 141. [↑](#endnote-ref-13)
14. محمدحمیداللہ، ڈاکٹر، عہدنبوی میں نظام حکمرانی، مشتاق بک کارنرلاہور، 2016ء، ص34۔

Muhammad Hamidullah, Dr., ՚ahide nabvi mein nizāme hukmarāni, Mushtaq Book Corner, Lahore, 2016, p.34. [↑](#endnote-ref-14)
15. ابن کثیر ، سیرت النبیﷺ، مترجم:ہدایت اللہ ندوی،مکتبہ قدوسیہ،لاہور،1996ء ، 3/394۔

Ibn Kathir, , Seerat-ul-Nabi (peace and blessings of Allah be upon him), translator: Hidayatullah Nadwi, Muktaba Qudusiyah, Lahore, 1996, 3/394. [↑](#endnote-ref-15)
16. مسلم،ابن الحجاج القشیری،صحيح مسلم،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض ،2015ء،كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ،باب الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالإِحْسَانِ إِلَيْهِ،رقم الحدیث:6688۔

Muslim, ibn Al-Hajjāj al-qashiri, Sahih Muslim, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-bir wa al-silato wal adāb bāb al-wasiyato biljār waihsan elahe, number: 3860. [↑](#endnote-ref-16)
17. البخاری،الجامع الصحیح،كِتَاب الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ،رقم الحدیث:3571۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-manāqib, bāb ՚alamte al-nabuate fi al-islam, hadith number 3571. [↑](#endnote-ref-17)
18. محمدابن سعد ، الطبقات الکبریٰ، دار للطباعۃوالنشر،بیروت، 1978ء ،1/357۔

Muhammad Ibn Sa'd, Tabaqat al-Kubra, Dar Lal Tabaa'at Wal-Nashr, Beirut, 1978, 1/357 [↑](#endnote-ref-18)
19. الترمذی،محمدبن عیسیٰ،سنن الترمذی،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،كتاب البر والصلة عن رسول الله ﷺ ،باب مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ وَغَايَةِ الضِّيَافَةِ كَمْ هُوَ،رقم الحدیث:1967۔

Tirmidī, Muhammad bin Isa, Sunan al-tirmizi, , dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-bir wa-asillaato ՚an rasū allah bābma ja՚a fi ziyafate wa ghayatiz ziyafte kum huwa, number: 1967. [↑](#endnote-ref-19)
20. البخاری،الجامع الصحیح،كِتَاب الْإِيمَانِ، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ،رقم الحدیث :52۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-emān, bāb ՚fazle man istabrrah le-denehe, hadith number 52. [↑](#endnote-ref-20)
21. الصنعانی،عبدالرزاق بن ہمام ، المصنف،دارالتاصیل،دمشق،2015ء، 10/352۔

Al-Sanaani, Abd al-Razzaq bin Hammam, Al-Musnaf, Dar al-Taseel, Damascus, 2015, 10/352. [↑](#endnote-ref-21)
22. ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،سنن أبي داود،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،أبواب النوم ،باب في فضل من بدأ السلام ،رقم الحدیث:5197۔

Abū Dawūd, Suleimān Bin Ashash, sunane Abi Dawūd , dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015,a bwāb al-naum fi fazle man bada asalam, hadith no. 5197. [↑](#endnote-ref-22)
23. عمری ، جلال الدین ، غیر مسلموں سے تعلقات اور اُن کے حقوق ، اسلامی پبلشرز، دہلی،2014ء، ص 135۔

Umri, Jalaluddin, ghair muslimūn se taaluqat awr un ke haqooq, Islami Publishers, Delhi, 2014, p. 135. [↑](#endnote-ref-23)
24. الخطیب،محمدبن عبداللہ،مشکوۃالمصابیح(مترجم)فریدبک سٹال،لاہور،2001ء، رقم الحدیث:687۔

Al-Khatib, Muhammad bin Abdullah, Mishkut al-Masabih (Translator), Faridbak Stal, Lahore, 2001, Hadith Number: 687. [↑](#endnote-ref-24)
25. ندوی ،بلال عبدالحی حسینی، اصلاح معاشرہ سورہ حجرات کی روشنی میں ، سعید احمد شہید اکیڈمی ، رائے بریلی 1430ھ، ص 9۔

Nadvi, Bilal Abdul Hai Hussaini, eslhe muashra Surah Hujarat ki roshni men, Saeed Ahmed Shaheed Academy, Rae Bareilly, 1430 AH, p. 9. [↑](#endnote-ref-25)
26. صدیقی، خطبات سرگودھا، سیرت نبویﷺ کامکی عہد،ص 138۔

Siddiqīi, khutbāt Sargodha, sirate nabvi kā makki ՚ahid, p. 138. [↑](#endnote-ref-26)
27. ایضاً، نبی اکرم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، کتاب سرائے پبلشرز، لاہور، 2008ء، ص 31۔

Ibid,nabi akram awr khwateen aik samji mutala, Kitab Sarai Publishers, Lahore, 2008, p. 31. [↑](#endnote-ref-27)
28. ابن عربی ، ابوبکر ، أحکام القرآن، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء، 2/250۔

Ibn Arabī, Abū Bakr, Ahkām al-Qur'ān, Dār al-Kutub al-Ulamiya, Beirut, 2000, 2/250. [↑](#endnote-ref-28)
29. نبوت و رسالت کے دلائل، 2/457۔

Nabūat wa risāat ke dalāil, 2/457. [↑](#endnote-ref-29)
30. عمری ،جلال الدین ، اِسلام میں خدمت خلق کا تصور ، ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ، 1990ء، ص47۔

Umri, Jalāluddin, islām main khidmate khalq ka taswur, idāra tahqiqat islami, Aligarh, 1990, p.47. [↑](#endnote-ref-30)
31. مسلم،صحيح مسلم، كِتَاب الزَّكَاةِ،فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ ، رقم الحدیث:2324۔

Muslim, Sahih Muslim, Kitāb al-Zakah, Fadzl al-Nifqat wa al-Sadqah, hadith number: 2324. [↑](#endnote-ref-31)
32. مسلم،صحيح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ ، رقم الحدیث:6518۔

Ibid , Kitāb al-Bir wal-Silah, Number of Hadith: 6518. [↑](#endnote-ref-32)
33. احمد بن حنبل، ابو عبداللہ ، مسند احمد بن حنبل، دار الکتب، بیروت، 2013ءباب انس بن مالکؓ، 3/152۔

Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah, Musnad Ahmad bin Hanbal, Dār al-Kutub, Beirut, 2013, bāb Anas bin Mālik, 3/152. [↑](#endnote-ref-33)
34. المرغینانی، علی بن ابی بکر ، الہدایۃ، داراحیاء، التراث العربی، بیروت،2018ء،4/380۔

Al-Marghināni, Ali bin Abi Bakr, Al-Hidāiya, Dār ahyā, Al-Tarāth al-Arabi, Beirut, 2018, 4/380. [↑](#endnote-ref-34)
35. البخاری،الجامع الصحیح، كِتَاب الْجَنَائِزِ ،رقم الحدیث:1247۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-Janāiz, Number of Hadith: 1247. [↑](#endnote-ref-35)
36. المرغینانی، الہدایہ، 1/162۔

Al-Marghināni, Al-Hidāiya, 1/162. [↑](#endnote-ref-36)
37. الترمذی، سنن الترمذی،أبواب البر والصلة ، رقم الحدیث: 1935۔

Tirmidī, Sunan al-tirmizi, bāb al-Bir wal-Silah, Number of Hadith: 1935. [↑](#endnote-ref-37)
38. القرطبی، الجامع لاحکام القرآن،5/184۔

Al-Qurtubī, Jami al-ahkām al-Qur’an, 5/184. [↑](#endnote-ref-38)
39. القرآن 272:2۔

Al-Qu՚rān 2:272 [↑](#endnote-ref-39)
40. ابن کثیر ، عماد الدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، دارلکتب العلمیہ، بیروت ،2015ء، 1/324۔

Ibn Katheer, Imad al-Din Ismail, Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Darul Kitab al-Ulmiya, Beirut, 2015, 1/324. [↑](#endnote-ref-40)
41. القرآن68:4۔

Al-Qu՚rān 4:68 [↑](#endnote-ref-41)
42. ابن عابدین ، محمد امین بن عمر، ردالمختار علی الدر المختار، سعید سنز، کراچی، 1995ء،6/655۔

Ibn Abidin, Muhammad Amin Bin Umar, Radal Al-Mukhtar ala Al-Dur Al-Mukhtar, Saeed Sons, Karachi, 1995, 6/655. [↑](#endnote-ref-42)
43. ایضاً۔

Ibid [↑](#endnote-ref-43)
44. الترمذی،سنن الترمذي، كتاب السير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ فِي قَبُولِ هَدَايَا ،رقم الحدیث:1576۔

Tirmidī, Sunan al-tirmizi, kitāb Al-sair an rasool (PBUH), bāb ma jaa fi qabul Hadaya, Number of Hadith: 1576. [↑](#endnote-ref-44)
45. ابن ماجۃ،محمدبن یزید،سنن ابن ماجه،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء، كِتَابُ اللِّبَاسِ،بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ،رقم الحدیث:3596۔

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn Majah, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015,, Kitāb al-Libbās, bāb lanus al-hareer wazahab lil-nisā, hadith number: 3596. [↑](#endnote-ref-45)
46. الطبری،محمدبن جریر، تاریخ الرسل والملوک،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،2016ء،3/172۔ [↑](#endnote-ref-46)
47. ابن الاثیر، حسن علی بن محمدالجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،،مترجم: عبدالشکور فاروقی،المیزان ناشران کتب، لاہور ،1998ء، 1/37۔

Ibn al-Athīr, Hasan Ali bin Muhammad al-Jazirī, Asad al-Ghābah fi Ma'rifat al-Sahāba, translated by: Abdul Shakur Fārooqi, Al-Meezān Nāshrān Kitab, Lahore, 1998, 1/37. [↑](#endnote-ref-47)
48. الطبری ، تاریخ الرسل والملوک، 3/177۔

Al-Tabari, Tārikh al-Rasl al-Maluk, 3/177. [↑](#endnote-ref-48)
49. البخاری،الجامع الصحیح، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، رقم الحدیث:3152۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb farz al-khamas, hadith number 52. [↑](#endnote-ref-49)
50. السرخسی ،محمد بن احمد ، المبسوط ، دار المعرفۃ،بیروت، 1414ھ،5/91۔

Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusut, Dār al-Marafah, Beirut, 1414 AH, 5/91. [↑](#endnote-ref-50)
51. البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الجمعه، باب یلبس احسن ما یجد،رقم الحدیث:886۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-jumah bāb yalbisu ahsanu ma yajidu, hadith number 52. [↑](#endnote-ref-51)
52. ابن القیم، زادالمعادفی ھدی خیر العباد، ص154۔

Ibn al-Qayyim, Zad al-Miād fi Hadiyo Khair al-ebād, p. 154. [↑](#endnote-ref-52)
53. مسلم،صحيح مسلم،كِتَاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ ،رقم الحدیث:5401۔

Muslim, Sahih Muslim, Kitāb al-libas wa zinatu, hadith number: 5401. [↑](#endnote-ref-53)
54. صدیقی، نبی اکرم ﷺ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص 155۔

Siddiqīi, Dr., Nabi akram (peace be upon him) aūr khawātīn aik samāji mutāla, p.155. [↑](#endnote-ref-54)
55. محمدصویانی، ڈاکٹر، سیرت رسولﷺ ،فہم دین ویلفیئرسوسائٹی، وزیرآباد، 2017ء،ص46۔

Muhammad Sawyāni, Dr., Seerat Rasool (peace be upon him), Fahm Din Welfare Society, Wazirabad, 2017, p. 46. [↑](#endnote-ref-55)
56. ابوداؤد،سنن أبي داود ، كتاب الأطعمة باب الأكل في آنية أهل الكتاب،رقم الحدیث:3839

Abū Dāwūd, Sunan Abi Dāwūd, Kitāb al-atemah, bāb Al-Aql in Aniyah Ahl al-Kitab, Hadith Number: 3839 [↑](#endnote-ref-56)
57. ابن قدامہ ، عبداللہ بن احمد ، المغنی،دارعالم الکتب،ریاض،1993ء، 1/112۔

Ibn Qudāma, Abdullah bin Ahmad, al-Mughani, Dār Alam al-Kitāb, Riyadh, 1993, 1/112. [↑](#endnote-ref-57)
58. ابن القیم، زادالمعادفی ھدی خیر العباد ، ص147۔

Ibn al-Qayyim, Zad al-Miād fi Hadiyo Khair al-ebād, p. 147. [↑](#endnote-ref-58)
59. البخاری،الجامع الصحیح،كِتَاب الْإِجَارَةِ ، رقم الحدیث:2263۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-ejarah, hadith number 2263. [↑](#endnote-ref-59)
60. ابن ماجۃ،سنن ابن ماجۃ،كتاب الرهون ، رقم الحدیث:2448۔

Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-rehun, , hadith number: 2248. [↑](#endnote-ref-60)
61. البخاری،الجامع الصحیح، كِتَاب الْإِجَارَةِ ، رقم الحدیث:2275۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-ejārah, hadith number 52. [↑](#endnote-ref-61)
62. عمری ، غیر مسلموں سے تعلقات اور اُن کے حقوق ، ص 64۔

Umri, ghair muslimūn se taaluqāt awr un ke haqooq, p. 64. [↑](#endnote-ref-62)
63. شاہ ولی اللہ، احمدبن عبدالرحیم ، حجۃ اللہ البالغۃ،مکتبہ رحمانیہ ،لاہور، س ن، ص215۔

Shāh Waliullah, Ahmad bin Abdul Rahim, Hajjatullah al-Balaga, Muktaba Rahmaniya, Lahore, p. 215. [↑](#endnote-ref-63)
64. ابن القیم، زادالمعادفی ھدی خیر العباد،ص154۔

Ibn al-Qayyim, Zad al-Miād fi Hadiyo Khair al-ebād, p. 154. [↑](#endnote-ref-64)
65. ا بن ہشام ،سیرت النبی لا بن ہشام،3/105۔

Ibn Hishām, Sirat al-Nabi la ibin Hishām, 03/105. [↑](#endnote-ref-65)
66. البخاری،الجامع الصحیح ، کتاب الجزية والموادعۃ ، باب اثم الغادر للبر والفاجر ،رقم الحدیث:3189۔

Al-Bukhārī, Al-Jāme՚u Al-Sahih, kitāb al-jizyah wal-mawādeah bāb ՚esmu al-ghadir lil bir wal fajir, hadith number 52. [↑](#endnote-ref-66)
67. ابوداؤد،سنن أبي داود  ، كتاب الخراج والإمارة والفيء باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات ،رقم الحدیث: 3052۔

Abū Dāwūd, Sunan Abi Dāwūd, Kitāb al-atemah, bāb Al-Aql in Aniyah Ahl al-Kitāb, Hadith Number: 3839 [↑](#endnote-ref-67)
68. حسین محی الدین قادری، مقالات عصریہ،ص 70۔

Hussain Muhyiddin Qadri, Dr., maqālāt ՚asriyah, p.70. [↑](#endnote-ref-68)
69. محمد حمیداللہ ،عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص84۔

Muhammad Hamidullah, ՚ahde nabwi mein nizāme hukmarāni , p.84. [↑](#endnote-ref-69)
70. ہیکل، محمد حسین، حیات محمد ،مترجم: معاذہاشمی، مجاہد پرنٹنگ پریس، لاہور،1999ء ، ص294۔

Heikal, Muhammad Hussain, Hayāt Muhammad, translator: Muāzhashmi, Mujāhid Printing Press, Lahore, 1999, p. 294. [↑](#endnote-ref-70)